لطیفہ یہ ہے کہ اپنے طریق تعلیم پر آپ کے اعتماد کا یہ عالم ہے اور اپنی یونیورسٹیوں کی ڈگریوں کی وقعت خود آپ کی نظروں میں اس سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس پر آپ صدر مملکت کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ مذہب اور دین کو بھی ان کے نا اہل ہاتھوں میں دے دیں۔ یقین جانیئے اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا اور آئندہ کبھی کوئی با اختیار شخصیت اس قسم کے نہایت درجہ تخریبی اور ضرر رساں خیالات سے متاثر ہو گئی تو مسجدوں پر تالے پڑ جائیں گے اور اللہ کا نام لینے والوں کا قحط ہو جائیگا کیونکہ ہم غیر ممالک سے امام، خطیب یا مؤذن اتنی تعداد میں درآمد نہیں کر سکیں گے۔

صدر ایوب کی اسلام دوستی اب ایک مُسلّمہ حقیقت بن چکی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ اس طرح کی نادان دوستی کو کبھی درخور اعتنا نہیں سمجھیں گے۔

ہفت روزہ "شہاب" لاہور، ۲۲ جولائی ۱۹۶۷

برّصغیر پاک و ہند اور مُسلمان حکومتیں

اسلامی حکومت کے قیام سے آہستہ آہستہ پورا ہندوستان ایک مرکز کے تحت آگیا۔ ملک کی از سر نو شیرازہ بندی سے اندرون ملک امن قائم ہوا، اور انتشاری کیفیت رفع ہو گئی۔ تین صدیوں کی لامرکزیت کے بعد آزاد و ہمہ گیر قوت تقریباً تمام ہندوستان پر حاوی ہو گئی۔ سلطنت دہلی کے علاوہ دیگر علاقے یا تو اس سے ملحق کر لیے گئے یا ان سلطنتوں نے دہلی کی اطاعت و برتری کو تسلیم کر لیا۔ انہی اسباب سے اسلامی حکومت کا قیام دراصل ایک طاقتور مرکزیت کے علاوہ برصغیر کی ایک منفرد حکومت کا قیام بھی تھا۔ قطب الدین ایبک کی وفات کے بعد سلطنت دہلی دیگر اسلامی ممالک سے بالکل آزاد ہو چکی تھی اور ترک حکمرانوں کا تمام تر دارومدار ہندوستان پر رہ گیا تھا۔ اسلامی ممالک سے تعلقات منقطع ہو چکے تھے، اور کوئی ایسی کشش باقی نہ تھی جو ہندوستان کے ان ترک حکمرانوں کو اسلامی ممالک سے تعلقات قائم رکھنے پر مجبور کرتی۔ جہاں تک مذہب کا تعلق تھا ان کو دیگر اسلامی ممالک بالخصوص خلافت سے ہمدردی ضرور تھی لیکن اس ہمدردی کا اثر ہندوستان کی سیاست پر کچھ نہ تھا۔

علاؤالدین خلجی کی تمام تر یہ کوشش رہی کہ ترکوں کے مقابلہ میں ہندی مسلمانوں کو ترجیح دی جائے۔ اسی بنا پر اس حکمران کے اکثر عہدہ دار و سپہ سالار ہندی نژاد مسلمان تھے، علاؤالدین کے چار مشہور سپہ سالار (۱) ظفر خاں (۲) نصرت خاں (۳) الپ خاں (۴) اُلغ خاں ہندی نژاد تھے۔ جن کی مدد سے اس نے ترکی امرا کی قوت کو کم کرنے کی کوشش کی اور اس میں وہ کامیاب رہا۔ بیشک اس عہد کی حکومتوں میں علماء کے اثر سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ان علماء دین کا وقتاً فوقتاً حکمرانوں کو شرع کی پابندی و قرآنی احکام کی تعمیل کی طرف توجہ دلانا حکومت میں اس طبقہ کے اثر اور اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن

غیاث الدین بلبن کے عہد سے جو خیال مذہب کو سیاست سے الگ کرنے کا پیدا ہوا تھا۔ وہ علاؤالدین خلجی کے زمانے میں پورے طور پر ظاہر ہوا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غیاث الدین بلبن، علاؤالدین خلجی اور بعد میں محمد بن تغلق کا جو تخیل مملکت رہا وہ خالص اسلامی مملکت کا تخیل نہ تھا بلکہ ایک دنیوی SECULAR اور قومی NATIONAL مملکت کے تصور کے قریب تھا۔ علاؤالدین خلجی اور قاضی مغیث الدین کی گفت گو سے علاؤالدین خلجی کے تخیل و تصور مملکت پر روشنی پڑتی ہے۔ علاؤالدین قاضی کو ایک موقع پر کہتا ہے کہ :۔

"اگرچہ من علمے و کتابے نہ خواندہ ام۔ اما از چند پشت مسلمان و مسلمان زادہ ام بہر چیزے کہ در آں صلاح ملک و صلاحِ ایشاں (عوام) باشد بر خلق امر می کنم و مردمان بے اتفاقی می کنند و بجائے نمی آرند ــــــ مرا ضرورت می شود کہ چیز ہا درشت در بابِ ایشاں حکم کنیم کہ ایشاں براں فرمانبرداری کنند و نمی دانم حکم مشروع است یا نامشروع و من در ہر چہ صلاح ملک خود می بینم و مصلحتِ وقت مرا در آں مشاہدہ می شود حکم می کنم و نمی دانم کہ خدا تعالیٰ فردا قیامت بر من چہ خواہد کرد۔"[1]

(اگرچہ میں نے کوئی علم اور کتاب نہیں پڑھی، لیکن میں چند پشت سے مسلمان ہوں۔ جس چیز میں میں ملک اور لوگوں کا فائدہ دیکھتا ہوں، اس کا میں لوگوں کو حکم دیتا ہوں۔ اور جب لوگ اس سے بے اتفاقی کرتے ہیں اور اسے بجا نہیں لاتے تو مجھے ضرورت ہوتی ہے کہ میں اس بارے میں ان پر سختی کروں، اور ان سے فرمانبرداری کراؤں۔ اور میں نہیں جانتا کہ یہ حکم شریعت کے مطابق ہے یا شریعت کے مطابق نہیں۔ میں جس میں اپنے ملک کا فائدہ اور مصلحت وقت دیکھتا ہوں اسی کا حکم دیتا ہوں۔ اور نہیں جانتا کہ کل کو قیامت کے خدا تعالیٰ مجھ سے کیا کرے گا)۔

اس قسم کے خیالات کی بنا پر علماء دین علاؤالدین خلجی اور محمد تغلق کی سیاسی حکمت عملی سے ناراض تھے۔ اس میں شک نہیں کہ ان بادشاہوں کا مقصد بلا تفریق مذہب استحکام سلطنت، قیام امن و امان اور فلاحِ ملک تھا۔ لیکن ان کی حکومت خالص حکومت نہ تھی۔ ان کے ہاں اسلامی حکومت ایک "قومی اسلامی حکومت" بن چکی تھی۔ اس عہد میں شرعی احکام کی پوری پابندی نہیں ہوتی تھی۔

ماہنامہ "الرحیم" بابت ماہ جولائی ۱۹۶۷ء حافظ عباد اللہ فاروقی ایڈووکیٹ، لاہور

---

[1] تاریخ فیروز شاہی مصنفہ ضیاء الدین برنی۔